تبصرے

اسلام اور جنسیات از بدر شکیب (عثمانیہ) تقطیع اوسط ضخامت ۳۶۸ صفحات، کتابت وطباعت اور کاغذ بہتر، قیمت پانچ روپے ناشر پاک لٹریچر کمپنی پوسٹ بکس ۱۶۲ کراچی ۱

موجودہ دور میں جنسی مسئلوں کو عوام وخواص میں جو اہمیت حاصل ہے، یہ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں، روشن خیال اور جدید تہذیب کے دلدادہ حضرات کی ایک بڑی جماعت ہے جو رات دن ان مسئلوں کو چھیڑتی رہتی ہے، اور جنسیات کے پروپگنڈا میں مصروف رہتی ہے، آپ جس مجلس میں بیٹھ جائیے، اور خموشی سے سنئے تو معلوم ہو، دنیا میں بس دو ہی چیزیں ہیں، ان کے علاوہ کوئی چیز لائق توجہ ہے ہی نہیں، ایک پیٹ، دوسرے جنسی مسائل، اس لئے ضرورت تھی کہ اسلام نے جو کچھ جنسیات ومعاشیات کے سلسلہ میں تعلیم دی ہے، اسے تفصیل سے قوم وملک کے سامنے پیش کیا جائے، اسلامی معاشیات پر متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں، جنسیات پر البتہ لکھنے کی گنجائش تھی، بلاشبہ اس سے پہلے بھی متعدد بزرگوں نے جنسی مسئلوں پر دوسرے عنوان سے بہت کچھ لکھا ہے مگر مؤلف "اسلام اور جنسیات" مستحق شکریہ ہیں کہ انھوں نے اس مسئلہ پر مکمل گفتگو کی ہے، اور اپنی کتاب کو پاکستان کے مرکزی شہر کراچی سے شائع کیا ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ دوسرا پیرس بنتا جارہا ہے، اور کوئی شبہ نہیں کہ اس شہر کو مسلمانوں کی مرکزیت حاصل ہے جو سرمایہ دار اور جدید تہذیب کے دلدادہ ہیں۔

زیر نظر کتاب پندرہ ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب کے تحت متعدد ضمنی عنوانات ہیں مؤلف نے ہر باب پر بڑی سنجیدگی سے لکھا ہے اور جو کچھ لکھا ہے وہ نہایت سلجھا ہوا ہے، پڑھنے

والوں کی دلچسپی میں فرق نہیں آتا، اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر مسئلہ کا تاریخی پس منظر پیش کیا ہے اور مغربی تمدن اور اس کے جو اثرات ہیں اسے انگریز مصنفین کے حوالہ سے درج کیا ہے اور ہر باب کے اخیر میں اسلامی تعلیمات کا نچوڑ پیش کرنے کی سعی کی ہے اور بتایا ہے کہ جنسیات کے مسائل میں اسلام نے کتنی زبردست اصلاح کی ہے اور اس سلسلہ میں جو قوانین اور دستور وضع کئے ہیں، وہ کتنے مفید، درست اور محکم ہیں، اور عقل و فطرت کے مطابق ہیں ان عنوانات سے کتاب کی جامعیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جنس اور زندگی، جنس اور مذہب، جنس اور تمدن، جنسیں اور اسلام، شرم و حیا کے تصورات، پردہ، مرد کی عورت پر فوقیت، رہبانیت، زناکاری، استلذاذ بالمثل، ازدواج، وحدت ازدواج، طلاق و خلع، ضبط تولید، متفرق مسائل۔

ان خوبیوں کے ساتھ کتاب میں چند خامیاں بھی ہیں مثلاً یہ کہ اسلامی تعلیمات کے سلسلہ میں جو احادیث کے ترجمے نقل کئے گئے ہیں ان کے حوالے باضابطہ درج نہیں، اسی طرح جو بعض فقہی مسئلے نقل کئے گئے ہیں اور ان کا حوالہ درج نہیں کیا گیا ہے، اگر معتبر و مستند کتابوں کے باضابطہ حوالے درج ہوتے تو کتاب کی اہمیت دو چند ہو جاتی، کتاب میں کہیں کہیں کتابت و طباعت کی غلطیاں بھی ہیں مگر اس سے پاک ہونا آج کل کسی کتاب کا ناممکن ہے۔ لیکن جو چیز سب سے زیادہ کھٹکتی ہے اور اسلامی نقطۂ نظر سے قابل اعتراض ہے، وہ پردہ کی بحث کا آخری حصہ ہے جس میں مؤلف پاکستانی فضا سے متاثر معلوم ہوتے ہیں پردہ کی بحث کو ختم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یہ احکام تو زمانۂ امن کے ہیں، لیکن جب قوم و ملک کو کسی غیر معمولی صورت حال سے سابقہ پڑے قومی عزت و ناموس کو خطرہ لاحق ہو جائے۔ اپنی وحدت و سالمیت کو برقرار رکھنے، اور اپنی سرحدوں کو دشمنوں کے زغے سے محفوظ رکھنے اور جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہونے کی ضرورت درپیش ہو، تو پردے کے مذکورہ بالا احکام پر عمل کرنا، ناممکن ہے اور نہ ان کی پابندی کا لزوم ہے ایسی صورت میں عورتیں میدانِ جنگ میں مرد کے دوش بدوش دشمن کا مقابلہ بھی کر سکتی ہیں۔" الخ (ص ۱۵۵، ۱۵۶)

مؤلف نے اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے اور اس شد و مد سے اسے پیش کیا ہے، مگر اس سلسلہ میں جو دلیل پیش کی ہے وہ صرف اس قدر۔

"چنانچہ غزوات نبوی میں عورتوں کی شرکت اور جنگی خدمات کی ادائی سے صاف ظاہر ہے، کہ ایسے موقعوں پر پردے کی شرائط سے صرف نظر کیا گیا ہے" (ص ۱۵۶)

افسوس ہے کہ فاضل مؤلف نے جو کچھ بھی دلیل دی ہے، اس کا کسی معتبر کتاب سے حوالہ درج نہیں کیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو کچھ لکھا ہے وہ سنی سنائی باتوں پر اعتماد کر کے، اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ اس مسئلہ میں رائے قائم کرنے میں عجلت سے کام لیا گیا ہے۔

غزوات کی شرکت سے یہ بات ہرگز لازم نہیں آتی کہ عورتوں نے مردوں کے دوش بدوش میدان جنگ میں لڑنے کا فریضہ بھی انجام دیا ہو، جن حدیثوں کی بنیاد پر عورتوں کی شرکت غزوات نبوی میں مشہور ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں۔

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رض سے روایت ہے۔

قالت کنا نغزو مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونسقی القوم ونخدمھم ونرد القتلی والجرحیٰ الی المدینۃ (بخاری باب ھل یداوی الرجل المرأۃ والمرأۃ الرجل)	ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں جاتیں، قوم کو پانی پلاتیں ان کی خدمت کرتیں اور مقتولین یا زخمیوں کو مدینہ کی طرف منتقل کرتی تھیں۔

دوسری حدیث حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے، ان کا بیان ہے

غزوت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبع غزوات اخلفھم فی رحالھم فاصنع لھم الطعام واداوی الجرحیٰ واقوم علی المرضیٰ لمسلم (جمع الفوائد ج ۲ ص ۹)	میں رسول اکرم صلعم کے ساتھ سات غزوات میں گئی، میں کیمپوں، (کجاؤں) میں رہتی، میدان جنگ سے پیچھے ہوتی چنانچہ میں ان (مجاہدین) کے لئے کھانا تیار کرتی، زخمیوں کو دوا دیتی اور بیماروں کی دیکھ بھال کرتی۔

یہ دونوں صحیحین کی روایتیں ہیں، الفاظ آپ کے سامنے ہیں، بغور بار بار پڑھیے اور دیکھیے ان حدیثوں سے کس طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے، کہ عہد نبوی میں عورتیں مردوں کے دوش بدوش لڑتی تھیں، پہلی حدیث میں عورتوں کی خدمات کا تذکرہ جن لفظوں کے ساتھ ہے، اس سے زیادہ سے زیادہ جو بات سمجھی جا سکتی ہے وہ یہ کہ عورتیں پانی پلانے کا نظم اور مقتولین یا زخمیوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا کام کرتی تھیں۔

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

وانما لم یجزم بالحکم لاحتمال ان یکون ذالک قبل الحجاب اوکانت المرأۃ تصنع ذالک ممن یکون زوجہا لہا او محرما (فتح الباری ج۲ ص۳۸۹)	ہم یقین کے ساتھ عام حکم نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ احتمال ہے کہ یہ خدمات حجاب سے پہلے کی ہوں، یا عورت یہ خدمت ان لوگوں کی کرتی ہو جو ان کے شوہر اور محارم ہوں۔

حجاب کا حکم غالباً ۵ھ کا واقعہ ہے اور یہ مسلّم ہے کہ اس سے پہلے بھی غزوات ہوئے ہیں اور اہم غزوات ہوتے ہیں اس لئے جو احتمال پیش کیا گیا ہے، اس کے درست ہونے میں شبہ نہیں ہے، اور دوسرا احتمال بھی قوی ہے کہ عورتیں ان لوگوں کی خدمات انجام دیتی ہیں جو ان کے اپنے لوگ ہوں، جیسے شوہر، بھائی، باپ، چچا وغیرہ وغیرہ کیونکہ غزوات میں ایک ایک خاندان کے سیکڑوں آدمی شریک ہوتے تھے۔

یہ بحث تو پہلی حدیث کے پیش نظر ہے، دوسری حدیث جو مسلم کی ہے، وہ بہت واضح ہے اور کہا جا سکتا ہے پہلی حدیث کی شرح بھی ہے۔

اس دوسری روایت میں وضاحت ہے کہ عورتیں مجاہدین کے ساتھ میدان جنگ میں نہیں جاتی تھیں، بلکہ یہ مجاہدین سے علیحدہ کیمپ میں رہتی تھیں، اور ان کا کام کھانا پکانا، مریضوں اور زخمیوں کو دوا دینا اور ان کی دیکھ بھال کرنا تھا، اور ان کاموں کے لئے پردہ کے مذکورہ احکام پر عمل کے ناممکن ہونے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا، کھانا پکانے میں پردہ کے احکام نہیں ٹوٹ سکتے، دوائیں

بھی پردہ کے احکام پر عامل ہونے کے ساتھ دی جا سکتی ہیں، دیکھ بھال بھی ہو سکتی ہے، ہر مریض اور زخمی کے پاس صراحی میں پانی ڈال دینا، کھانا پکا کر پہنچا دینا یا اس طرح کے دوسرے کام کرنا، یہ ایسے امور نہیں ہیں جن کی وجہ سے عورت کو شرعی پردہ سے باہر آنا پڑے، پھر اس وقت اور کبھی جب کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ضرورت مجبور کر دے، تو عورتیں اجنبی مردوں کا علاج کر سکتی ہیں اور بقدر ضرورت دیکھ بھی سکتی ہیں اور چھو بھی سکتی ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ نے پہلی حدیث کے ضمن میں لکھا ہے

واما حکم المسئلۃ فتجوز مداواۃ	بہرحال اصل مسئلہ، تو اجنبیوں کا علاج ضرورت کے
الاجانب عند الضرورۃ و تقدر	وقت جائز ہے اور جس قدر ضرورت ہو اس مقدار
بقدرھا فیما یتعلق بالنظر والجس	بھر دیکھنے اور ہاتھ سے چھونے وغیرہ کی بھی اجازت
بالید وغیر ذالک (فتح الباری پ ۲۳ ص ۳۵۹)	ہو گی۔

پھر ان حدیثوں سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ دوا علاج میں صرف عورتیں ہی ہوتی تھیں، کوئی مرد نہیں ہوتا تھا بلکہ کتاب المغازی پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مرد کیمپ میں رہتے تھے، جو میدان جنگ میں شریک نہیں ہوتے تھے، ان کا کام کیمپ کی نگرانی وغیرہ تھا، پھر یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ زخم دھونے، پٹی باندھنے اور اس طرح کے دوسرے کام کرنے کے لئے مرد ہی ہوتے تھے، عورتیں اوپری کام کر دیا کرتی تھیں۔

سرسری طور پر جو کچھ لکھا گیا اس سے اتنی بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس طرح کی حدیثوں سے ہرگز نہیں معلوم ہوتا کہ غزوات میں پردے کے احکام حذف کر دئیے جاتے تھے، یا عورتیں مردوں کے دوش بدوش لڑتی تھیں، آزادانہ پریڈ کیا کرتی تھیں یا اس طرح کی کوئی اور بات، ———

کتاب کے شروع میں بعض مشہور علماء کی تقریظیں ہیں، مگر معلوم ہوتا ہے ان کی نگاہ اس حصہ پر نہیں پڑی،

ان چند فروگذاشتوں کو چھوڑ کر کتاب مجموعی حیثیت سے بڑی محنت اور سلیقہ سے مرتب کی گئی ہے، اور بڑی دلچسپ و لائق مطالعہ ہے (ظ)